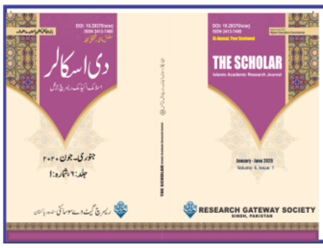

THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

RESEARCH GATEWAY SOCIETY

فکرِ ماجدی کے تناظر میں سیکولرازم کا تحقیقی مطالعہ

A RESEARCH STUDY OF SECULARISM IN CONTEXT OF MAJIDI THOUGHT

1. **Abdul Majid**

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology Lahore, Pakistan

Email : profabughufran475@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0002-7122-1017

2. **Dr. Attiq ur Rehman**

Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology Lahore, Pakistan

Email: dratiquet@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0003-2085-4110

To cite this article:
Majid, Abdul, and Attiq ur Rehman. "URDU- A RESEARCH STUDY OF SECULARISM IN CONTEXT OF MAJIDI THOUGHT." *The Scholar-Islamic Academic Research Journal* 6, No. 1 (May 31, 2020): 41–55.
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar5

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 6, No. 1 || January -June 2020 || P. 41-55
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue10ar5
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar5
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2019-05-31

cc BY NC SA

Open Access

فکرِ ماجدی کے تناظر میں سیکولرازم کا تحقیقی مطالعہ

A RESEARCH STUDY OF SECULARISM IN CONTEXT OF MAJIDI THOUGHT

Abdul Majid, Dr. Attiq ur Rehman

ABSTRACT:

Secularism is a western term which means a complete separation of all political and other matters of the state from religion. Secularism is not against religion but it declares all the moral and revealed values as a private affair of a man's life. Maulana Abdul Majid Daryabadi, a renowned religious scholar, is not in favour of secular thoughts. He is of the view that Islam must have a supreme status. In his strong opinion, religion is the very breath of life, it matters above everything; it is the mainspring of a Muslim's conduct. A person with secular thoughts wants solution of every matter of the state according to human reason. All the political, economic and social issues should be solved in the light of human experiences. But Maulana strongly declares that creature must seek guidance from the Creator who knows His creation best. He says that Islam calls for the complete transformation of personality; and convert to Islam must be renewed in every corner of his being.

KEYWORDS: Abdul Majid Daryabadi, Western Thought, Education, Civilization, State Affairs.

کلیدی الفاظ: عبدالماجد دریابادی، مغربی فکر، تعلیم، تہذیب، ریاستی امور۔

تعارف:

سیکولر اور سیکولرازم خالص مغربی اصطلاحات ہیں۔ لفظ سیکولر (Secular) اپنے لغوی و اصطلاحی مفہوم میں یورپ کے مذہبی ماحول کی پیداوار ہے۔ لاطینی زبان میں سیکولم کے لغوی معنی "دنیا" کے ہیں۔[1] مسیحی فکر میں سیکرڈ (Sacred/ مقدس یا پاک) کی ضد سیکولر (Secular/ غیر مقدس یا ناپاک) ہے۔[2] ان دونوں کے لیے اردو میں مختلف الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ سیکولر (Secular) کے لیے غیر مقدس، ناپاک، غیر مذہبی، لادینی، دنیاوی، مادی وغیرہ جبکہ سیکرڈ (Sacred) کے لیے مقدس، پاک، مذہبی، دینی، روحانی وغیرہ کے الفاظ۔[3]

دوسری طرف یہ دونوں اصطلاحات اسلامی معاشرے میں اسلام کی ابتدا میں موجود نہیں تھیں اور نہ مذہب اسلام کی بنیادی کتاب قرآن میں اس کی کوئی تفریق موجود ہے اور نہ احادیث میں۔[(4)]

"دی نیو انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا" میں سیکولرازم کے مفہوم کو حسب ذیل الفاظ سے واضح کیا گیا ہے۔

As its name implies, it eoncentrates its attention upon the present life, neither " denying nor affirming the existence of another. it inculcates an ethics not depent in any way on religion, although it does not formaly deny the truth of any riligion."[5]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ یہ نام (سیکولرازم) جیسا کہ دلالت کرتا ہے۔ (سیکولرازم) موجودہ زندگی کی طرف انسان کی توجہ مرتکز کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ نہ کسی چیز کا انکار کرتا ہے اور نہ ہی کسی اور کے وجود کی توثیق کرتا ہے۔ اور یہ مذہب پر انحصار کرنے کی بجائے اخلاقیات کو ذہن نشین کرتا ہے اگرچہ یہ (نظریہ) باقاعدہ طور پر کسی مذہب کی حقانیت کا انکار نہیں کرتا۔

"انسائیکلوپیڈیا امریکانا "میں سیکولرازم کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

---

[1] Sibt-e-Hasan, Naveed e Fikr, Karachi: Maktaba Danial, 2002, p.69

[2] Javed Iqbl, Dr, Afkar e Iqbal, Tashrihat e Javed, Lahore: Sang e mail Publications, 2005, p.121

[3] Fazl-ul-Rahman, Dr, Islam awr Jadidiyat, Tarjuma, MuhmmadKazim, Lahore: Masha'al, 1998,P 12; Afkar e Iqbal, Tashrihat e Javed, p.10

[4] Manzur Ahmad, Dr., Islam Chand Fikri Masail, Lahore: Idarathaqafat-e-Islmiah, 2004, p.10

[5] The New International, p.750 vol 17. New york, Dodd mead and Company, 1907

secularism is an ethical system founded on the principles of natural morality " and independent of revealed religion or super naturalism"[6]

یعنی سیکولرازم ایک اخلاقی نظام ہے۔اور اخلاقی اصولولوں پر اسے استوار کیا گیااور یہ (نظام)الہامی مذہب یامافوق الفطرت سے بالکل آزاد ہے۔

معروف مغربی فلسفی ہنٹنگٹن (Huntington) کے نزدیک"پوری مغربی تاریخ میں پہلے ایک کلیسااور پھر بہت سے کلیساؤں کا ریاست سے الگ وجود تھا۔خدااور سیزر،کلیسااور ریاست،روحانی اور زمانی حاکم، تصورات کے یہ جوڑے مغربی تہذیب و ثقافت میں چھائے رہے ہیں...اسلام میں خدا سیزر رہے (یعنی مقتدر اعلیٰ بھی ہے)... کلیسااور ریاست کی علیحدگی اور ان کے درمیان بار بار ہونے والے تصادم، جو مغربی تہذیب کا خاصہ ہے کسی اور تہذیب میں اس کا وجود نہیں رہا۔حاکمیت کی اس تقسیم سے مغرب میں آزادی(Freedom) کے ارتقاءمیں بے حد مدد ملی۔"[7]

نکولو میکیاولی(Niccolo Machiavelli) جیسے سیاسی مفکرنے ریاست کواسکے مفادات کی خاطر مشورہ دیاکہ وہ مذہب اوراخلاقی پابندیوں سے مکمل آزاد ہو جائے۔(8)اور اس ضمن میں اس نے حکمرانوں کو مشورہ دیا کہ مذہب اور اخلاق کی پابندیوں سے آزاد ہو کر سیاست کاری کریں، کسی اصول، ضابطہ اور عقیدے کو حصول مقصد کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دیں،اس دن سے کذب و بہتان اور مکر وفریب سیاست کاری کا اہم جزقرار پائے۔[9]

مذکورہ بالابحث سے ہم مندرجہ ذیل نکات تک بآسانی پہنچ سکتے ہیں کہ:

---

[6] Encyclopaedia Americana, p.510 vol. 24 New York , 1957

[7] Huntington, Samuel,P, Tehzibon ka Tasadum awr Aalmi Nizam ki Tashkil e Nao, Tarjuma: Suhail Anjum, Karachi, Oxford University Press, 2003, p.70

[8] Bronowski J. & Bruce Mazlish, Western Intellectual Tradition, New York: Harper &brothers publishers, 1960, p.43

[9] Muhammad Saleem, Sayyed, Maghrabi Falsafa e Taleem, Aik Tanqidi Mutala'a, Karachi: Zawar Academy Publications, 2008, p.48

i) سیکولراز مخالصتاً مغربی اصطلاح ہےاوراسکا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ ہے۔

ii) سیکولرازم سے مرادریاستی نظم ونسق کومذہبی معاملات سے مکمل الگ کرناہے۔

iii) سیکولر تعلیم سے مراد ایسانظام تعلیم ہے جو دینیات کی تعلیم کوالگ کرتاہے۔

iv) سیکولرازم میں مذہب کاانکارنہیں ہے،بلکہ مذہب کو ایک انسان کی ذاتی زندگی تک محدود کیاگیاہے کہ جسکاانسان کی اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہ ہے۔

v) سیکولرازم کی انتہائی شکل میں ریاستی معاملات کومذہبی یاکسی بھی قسم کی انسانی سطح تک کی اخلاقیات سےآزاد کردیاگیاہے۔

سیکولرازم کے مذکورہ نظریے کے تناظر میں مولانادریابادی کی فکر کوذیل کے نکات سے سمجھنے میں مدد ملے گی۔

اسلام دین ودنیاکاامتزاج ہے

دین اسلام مکمل انسانی زندگی کو محیط ہے۔یہ ایساضابطہ حیات ہے جو باقی مذاہب کے برعکس تمام زندگی سے متعلق مکمل ہدایات دیتاہے اور دین ودنیا کی تمیز کاہرگز قائل نہیں۔مولانا بھی اسلام کے اسی تصور کے وکیل تھے۔مثلاًوہ آیت قرآنی ''یٰاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوااُدۡخُلُوۡافِیالسِّلۡمِ کَآفَّۃً'' [10] کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:

The secular and the religious, the material and the spiritual are not separated " in the all-inclusive system of Islam. Whatever may be true of other faiths and creeds, in Islam religion is the very breath of life, it matters above everything; it is the mainspring of a Muslim's conduct. [11]

---

[10] Al-Baqrah: 208
[11] Tafsir-e-Majidi, Vol I, P II, n. 362

مولانا نے اپنے ایک مضمون میں تجار اور گاہکوں کی سر بازار نماز ادا کرنے پر تبصرہ کیا ہے جب وہ لین دین کے معاملات کو ایک آذان کے نتیجے میں فوراً چھوڑ کر سر بسجود ہوتے ہیں تو اس پر مولانا لکھتے ہیں: ''توحید کے فرزند نے عمل سے شہادت دے دی کہ اس کے لیے بازار کا چوک بھی مسجد ہے۔ کھیل کا میدان بھی مسجد ہے، ریل کا پلیٹ فارم بھی مسجد ہے۔ پارک کا سبزہ زار بھی مسجد اور سامنے ریلیں چلا کریں، انجن سیٹیاں دیتے رہیں، موٹریں دوڑا کریں، ہارن شور مچاتے رہیں، مومن اپنے رکوع و سجود قیام و تعوذ میں فرق نہ آنے دے گا۔''[12]

گویا مولانا کے نزدیک اسلام کا تعلق بازاروں، دکانوں، گاڑیوں سے بھی ہے کہ کسی موقع پر بھی نماز کا وقت آجائے تو اسے فوقیت دی جائے گی۔ اور اس اعتبار سے مذہب صرف انفرادی اور نجی معاملہ نہیں بلکہ اس کا تعلق اجتماعی زندگی سے بھی اور اجتماعی زندگی کے بھی تمام گوشوں اور اجزاء کا احاطہ کرتا ہے خواہ وہ معاشی ہوں، معاشرتی ہوں یا سیاسی ہوں۔ گویا مولانا کے نزدیک اسلام ایک فرد سے مکمل تبدیلی کا مطالبہ کرتا ہے۔ ایسی تبدیلی کہ فرد کی زندگی کے ہر شعبے میں اسلام نظر آنے لگے۔

ریاستی امور، اسلام اور مولانا عبد الماجد دریابادی:

مولانا کے نزدیک اسلام بطور دین ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس بنیاد پر تمام تر حکومتی معاملات اس طرح طے ہونے چاہئیں جو اللہ تعالی کے احکامات ہیں۔ آپ کے نزدیک روایتی طرز ہائے حکومت یعنی بادشاہت، جمہوریت اور فوجی آمریت ہی قطعی نہیں ہیں بلکہ ان سب پر اسلامی طرز حکومت کو فوقیت حاصل ہے۔ آپ کے نزدیک نہ صرف یہ انداز حکومت دیگر طرز ہائے حکمرانی سے جدا ہے بلکہ مثالی بھی ہے۔ یہ جداگانہ طرز حکومت خوبیوں سے مالا مال ہے۔ اس میں حکمران مذہب کو ریاست میں نافذ اور رائج کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ وہ اپنی من مانی کی بجائے حکم الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔ پھر مولانا نے خلافت بطور طرز حکومت کی خصوصیات کا تذکرہ ذیل کے الفاظ میں کیا ہے:

[12] Daryabadi, Abdul Majid, Mawlana, Millat e Islamia awr asr e hazir k taqazay, Murattab: Muhammad Musa Bhutto, Haidar Abad: Sindh National Academy, 2006, p.127

''اس میں حکومت بندوں کی بندوں پر نہیں ہوتی۔اس میں ''حاکم اعلیٰ'' وہ ہوتا ہے، جو ساری دنیا کا خالق، حاکم، مالک و مربی ہے جو رب العالمین ہے اور خلیفہ اس کے داعی ور سول کا صرف نائب یا ایجنٹ ہوتا ہے۔ صرف اس کے قانون کو چلانے والا اور اس کے نام کو ہر چیز پر بالا رکھنے والا۔ یہاں جھگڑا نہ کسی نسل و خاندان کا چلنے پاتا ہے اور نہ تفریق گورے کالے، ترک و تاتار، عرب و عجم، چینی و رومی، آقا و غلام، سرمایہ دار و مزدور کی ابھرنے پاتی ہے...... وہ خود اور اس کے کارندے اپنے آپ کو جواب دہ نہ امیروں وزیروں کے سامنے پاتے ہیں نہ کسی ایوان نمائندگان کے آگے بلکہ صرف دلوں کے بھیدوں کو جاننے والے اور حاضر و غائب پر یکساں نظر رکھنے والے کے حضور میں اور اسی لیے ناآشنا ہوتے ہیں، رشوت و خیانت سے، جعل و فریب سے، ظلم و شقاوت سے، کبر و رعونت سے۔ سکہ اس ملک میں صرف عدل و انصاف کا چلتا ہے۔'' 13

گویا ڈیکارٹ، جان لاک اور جین آسٹن جیسے مغربی سیکولر فلسفیوں کے برعکس مولانا بنیادی حکومتی معاملات کو ہی نہیں بلکہ جزئیات تک کو بھی الہامی قانون سے ہم آہنگ ہونے کا کہتے ہیں۔

میکیاویلی سیکولرازم کی انتہا تک پہنچا اور اس نے سیاست کی دنیا میں مفادات کو وجہ ترجیح قرار دیا۔اس کے نزدیک حکمران کو ہر طرح کی مذہبی اور اخلاقی نیز معاشرتی پابندی سے مکمل آزاد ہو جانا چاہیے۔ جب سیاست کا فائدہ سامنے ہو تو حکمران کو صرف اور صرف ذاتی مفاد کو سامنے رکھنا چاہیے، چاہے جھوٹ پر مبنی سیاست ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔14 جبکہ مولانا ایک حکمران کو ہر معاملے میں مذہبی اخلاقیات کا پابند مانتے ہیں چاہے اخلاقیات کے توڑنے میں جتنے بھی مفادات نظر کیوں نہ آرہے ہوں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے زنجیروں سے بندھے نو مسلم حضرت ابو جندل کو پناہ نہ دی کیوں کہ کفار مکہ کے ساتھ آپ ﷺ کا معاہدہ طے پا چکا تھا کہ قریش مکہ سے جو شخص مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس پہنچ جائے گا اسے واپس کر دیا جائے گا۔ آپ ﷺ کی اس ایفائے عہد کی مثال سے واضح ہے کہ اسلام میں مفادات نقطہ ترجیح نہیں ہے۔اس پر مولانا نے لکھا ہے:

---

13 "Sachi Baten", Maulana Abdul Majid Daryabadi, Haftawar Siddique Jadid, Lakhnau, Jild9 Shumara 5, 2 January 1959, P1

14 Thomson, Devid, (Ed.), Political Ideas, London: Penguin Books, 1977, P 28

''دنیا کی تاریخ کے ورق الٹ ڈالئے۔ اتنے شدید صبر آزما موقع پر اس حلم کی، اس ظرف کی، اس ایفائے عہد کی، اللہ پر اس توکل واعتماد کی نظیر کسی سردار فوج، کسی بادشاہ کے ہاں ملے گی۔ صبر وظرف کے یہ معجزے، کسی بڑے سے بڑے مادی معجزے سے کچھ کم ہیں؟[15]

گویا مولانا انتہائی مجبوری واضطراری اور ذاتی مفاد کی کیفیت اور مظلوم کی دادرسی کے حق میں بھی اس کے قائل نہیں ہیں کہ وعدہ خلافی کی جائے۔ ۱۹۶۷ء میں انڈیا میں جب ایک مسلمان کو صدر مملکت منتخب کر لیا گیا، تو لوگوں نے مبارکباد کے پیغامات بھیجنے شروع کیے۔ مولانا نے بھی صدق جدید کے اداریے میں اس پر لکھا:

''صدر کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنے کا موقع آج نہیں۔ اس وقت آئے گا جب وہ اپنی مدت ختم کر کے ان شاءاللہ عزت ونیک نامی کے ساتھ اس سے سبکدوش ہوں گے اور اس سے بھی بڑھ کر اس گھڑی جب انہیں دورِ محشر کے دربار سے وہ انعام ان شاءاللہ مل رہا ہوگا جس کا وعدہ ہر حاکم عادل اور ہر شاہ رعایا پرور کے لیے ہو چکا ہے۔''[16]

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ مولانا کے نزدیک حاکم وقت اپنے تمام کام کرنے میں خود مختار نہیں ہے بلکہ اس سے اس کے تمام اعمال سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

مولانا کے نزدیک حکمرانوں اور افسروں کے لیے ذاتی زندگی میں بھی صوم وصلوۃ اور دیگر احکامات الٰہی کا پابند ہونا ضروری ہے۔ حکمرانوں، افسروں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو فکر آخرت سے آزاد نہیں ہو جانا چاہیے۔ اس طرز عمل کے حاملین پر نقد کرتے ہوئے لکھا ہے:

''کیا ان عہدوں پر پہنچنے کے بعد مسلمان سے نماز کا فرض ساقط ہو جاتا ہے؟ کیا ان مرتبوں پر فائز ہونے کے بعد بندہ اپنے پروردگار سے بے نیاز ہو جاتا ہے؟ کیا ایم اے اور ایم ایس سی، ڈی ایس سی اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں خاک کے پتلے کو اس کی اصلیت بھلا دیتی ہیں، کیا بیش بہا لباس پہن لینے، پر تکلف کوٹھیوں میں رہنے، موٹروں کو سواری میں رکھنے کے بعد ذہن سے بالکل نکل جاتا ہے کہ ابتدا کس ناپاک پانی سے ہوئی تھی، نو مہینے کی مدت کس گندگی کے اندر گزری تھی، اس کے بعد مدتوں کیسی کیسی ''ناشائستہ'' حالتوں میں رہنا پڑا تھا اور اب پھر عنقریب مخملی گدوں کو چھوڑ کر عالیشان کوٹھیوں کو چھوڑ کر پر تکلف ڈرائنگ روم کو چھوڑ کر، صبار فتار موٹروں کو چھوڑ کر ایک تاریک گڑھے کے اندر

[15] Millat e Islamia awr Asr e Hazir k Taqazay, P75
[16] Ibid. p127

دفن ہو جاتا ہے۔ نماز اور جماعت کو اپنے مرتبہ سے فروتر سمجھ کر ترک کرنے والوں تک کو معلوم ہو کر رہے گا کہ اصلی لذت کاہے میں تھی، کبھی نہ بجھنے والا نور کس عمل میں تھا اور حقیقی عزت کن فرائض کی پابندی سے نصیب میں آسکتی تھی۔"[17]

۱۳ جون ۱۹۶۳ء کی اس خبر پر کہ مختلف ممالک کے وزرائے خارجہ فلپائن کے دارالحکومت منیلا میں اکٹھے ہوئے اور اپنی بیگمات کے ہمراہ امریکی گانوں پر مل کر ناچتے رہے، مولانا نے لکھا ہے:

"پرانے مسلم بادشاہوں کی آرٹ نوازی کا نقطہ عروج یہ تھا کہ سر دربار بھانڈوں، نچنیوں کے طائفے نچانے، گوانے، شروع کر دیئے۔ آج کے مسلمان امیر و وزیر کی ترقی کا کمال یہ ہے کہ میر شکاروں اور ارباب نشاط کے گھر جا جا کر، ان کی دعوتیں قبول کر کر کے، پورے دیوثانہ مذاق کی رعایت کے ساتھ، اپنی بیوی کو دوسرے کے حوالے کر کے اور دوسرے کی بیوی سے خود لپٹ کر ناچنا، تھرکنا شروع کر دیا اور آزادی کی ان ترقیوں تک کسی بڑے سے بڑے محمد شاہ اور واجد علی شاہ غریب کا طائر خیال بھی کہاں پہنچ سکتا تھا! سیاسی آزادی و خود مختاری کا انجام یہی ہونا تھا تو کاش مسلمان قومیں ہمیشہ محکوم و غلامی میں رہ جاتیں۔"[18]

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوئی کہ مولانا مکمل حکومتی معاملات میں مکمل اسلام اور مذہب کی بالادستی کے قائل ہیں اور حکومتی معاملات سے مذہب کو الگ کرنے کی تردید کرتے ہیں۔ مولانا کے نزدیک ہر حکمران کو ذاتی اور اجتماعی ہر دو سطح پر دینی احکامات کو عملی زندگی میں نافذ کرنا چاہیے۔

تہذیب و تمدن، اسلام اور مولانا دریابادی:

مولانا دریابادی کے نزدیک اسلام کا تصور مکمل نظام حیات کا ہے۔ ان کے مطابق زندگی کا ہر شعبہ اسلام کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ تہذیب و تمدن میں بھی اسلام ہی کو معیار بنا کر اپنے شب و روز طے کرنا چاہئیں۔ ان کا تفسیری مواد اور دیگر تحریری ادب شاہد ہے کہ ان کے ہاں رہن سہن اور بود و باش کے تمام پہلوؤں میں تعلیمات اسلامی کا کارفرما ہونا مسلمہ امر ہے۔ فکر دریابادی کے تناظر میں چند پہلوؤں کا احاطہ کیا جا رہا ہے۔

اکل و شرب اور اسلامی ہدایات:

[17] Ibid. p 114-115

[18] Daryabadi, Abdul Majid, Maulana, "Islam, Musalman awr Tehzib e Jadid" Mashmula, Mujalla "Baidari" Mahnama, Haidar Abad, JildSoam, Shumara 22, January 2005, p 10

کھانے پینے کے حوالہ سے قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ : قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ (19) کے ذیل میں مولانا نے لکھا ہے: ''قرآن مجید تو صراحت کے ساتھ کہتا ہے (اخرج لعبادہ) یہ لذتیں بندوں ہی کے لیے پیدا کی گئی ہیں... چنانچہ رسول اللہؐ نے کسی بھی لذیذ غذا سے اس کی لذت کی بناپر نہیں روکا ہے، البتہ ان کی امت یاان میں خاص تکلف واہتمام چونکہ فکر آخرت میں حارج ہو جاتے ہیں، اس لیے اس زیادتی کو ناپسند فرمایا ہے، اتنی معتدل ومتوازن تعلیم اسلام کے سوااور کہاں ملے گی۔'' 20

ازدواجی زندگی اور اسلامی ہدایات:

اسلامی ہدایات زندگی کے ہر گوشے سے متعلق موجود ہیں اور کوئی پہلو اس سے خالی نہیں۔ایک شخص کی ازدواجی زندگی مختلف معاشرتی برائیوں پر قابو پانے اور نسل انسانی کی بقاکے لیے ضروری ہے۔مولانا کے نزدیک اسلام نے اس ضمن میں مکمل ہدایات دی ہیں۔ایک وقت میں مرد کے لیے ایک نکاح اور ضرورت کے مطابق عدل وانصاف کی شرط کے ساتھ مزید چار کی آخری حد تک اس کی اجازت دی ہے۔مولانا نے لکھا ہے:

Monogamy is thus the ideal; and polygamy is only allowed as a "
safeguard against greater social evils." (21)

اہل مغرب کے ہاں جنسی لحاظ سے ہر طرح کی آزادی ہے۔اس آزادی کی بنیاد مغربی مفکرین نے مہیا کی ہے۔اگرچہ وہ اس بات کے مخالف ہیں کہ ایک مرد ایک وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کرے۔اس کے برعکس مرد وزن کو ہر طرح کی قید سے آزاد کیا ہے۔ جیکسن بلیک نے عورتوں کو جنسی معاملات میں قیود و بندش توڑنے اور آزادانہ روش اختیار کرنے کی تلقین کی۔(22)

جبکہ مولانادریابادی نے اپنی تفسیر میں اسلامی ہدایات کے مطابق کثیر الازدواجی زندگی کو کئی ایک معاشرتی برائیوں کا حل قرار دیا ہے۔مغرب جہاں بے شمار خواتین بغیر نکاح کے رہ رہی ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہ ہے اور ان کو کوئی جائز طریق پر اپنانے پر تیار نہ ہے، اس کا حل مولانا نے قرآنی اصول
'فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ 23 کو بتایا ہے ۔24

[19] Al-Araaf: 32
[20] Millat e Islamiah awr Asr e Hazir k Taqazay, p 70-71
[21] Tafsir-e-Majidi, Vol I, P IV, n. 501
[22] Maghrabi Falsafa taleem aik Tanqidi Mutala'a, p53
[23] Al-Nisa: 3

اخلاقی اقدار اور اسلامی تعلیمات:

مغربی فلسفیوں کے ہاں معاشرتی معاملات اور دیگر اقدار کو مذہب سے کوئی تعلق نہ ہے۔ ایک معاشرہ خود اپنے لیے جو چاہے پسند کر سکتا ہے اور اس کے لیے وہ کسی مذہبی تعلیمات کا پابند نہ ہے۔ کانٹ نے پہلی مرتبہ مذہب سے عاری اخلاقی اصولوں کا لائحہ عمل پیش کیا۔ حالانکہ اس وقت تک مذہب اور اخلاق کا باہمی رشتہ غیر منفک سمجھا جاتا تھا۔ اس نے اخلاق کے لیے مذہب کو نظرانداز کر کے اس کے لیے فلسفیانہ بنیادیں تجویز کیں۔"[25]

مولانا دریابادی کے نزدیک ایک فرد مسلمان کی حیثیت سے پابند ہے کہ وہ ہر معاملے میں اپنے رہبر و راہنما رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ خلق محمدی ﷺ کے متعلق قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

Thou standest on an exalted standard of character, and thy life is a "wonderful living illustration and explanation of the Quran itself."[26]

مولانا کے نزدیک عمومی اخلاقیات اور اس کی جزئیات تک میں اللہ کے رسولؐ ہی سب کے لیے نمونہ ہیں اور ایک اسلامی دنیا کے فرد کو اس نمونہ کی پیروی کرنی چاہئے۔ کانٹ کے برعکس آپ کے ہاں اخلاق کی فلسفیانہ بنیادوں کی بجائے الہامی بنیادیں ہونا چاہئیں۔

مغرب اخلاقی لحاظ سے اس وقت مکمل زوال میں جا چکا ہے۔ اس منزل تک پہنچانے میں بڑا کردار اس فکر نے ادا کیا جس کے تحت اخلاقیات کو مذہب کی راہنمائی سے محروم کر دیا گیا۔ اخلاقی اور ذاتی معاملات میں فرد کو مکمل آزادی دی گئی۔ انسان کو اس کی خواہشات کے سپرد کر دیا گیا۔ خواہ اس کے نتائج کچھ بھی ہوں۔ مولانا نے مذکورہ فکر کا محاکمہ کیا ہے۔

مولانا نے لندن سے آنے والی ایک ہم جنس پرستی کی خبر پر نقد کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اور بے تکلف تھیٹروں کے اسٹیج پر مرد کے مرد سے اور عورت سے عورت کے "معانقہ" کے، گندے سے گندے منظر دیکھنے میں آنے لگیں گے، بڑے بوڑھے یہ سب کچھ اپنے سامنے "ایکٹ" ہوتے ہوئے دیکھ کر

---

24 Tafsir-e-Majidi, Vol I, P IV, n 497

25 Daryabadi, Abdul Majid, Maulana, Aalm e Islam, Dajjali Tehzib ki Zad main, Murattab: Muhammad Musa Bhutto, Haidarabad: Sindh National Academy, 2006, p. 113

26 Tafsir-e-Majidi, V IV, P XXIX, n 68

آنکھوں کا نور اور دل کا سرور حاصل کریں گے اور لڑکے اور لڑکیاں اس "لطیف ترین" فن کی عملی تعلیم کھلے خزانے اور بے جھجک لیں گے! ایک سو سال میں بوڑھا انگلستان کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ وہ ترقی کی کتنی منزلیں کس برق رفتاری سے طے کر گیا! خوشی حاصل کرو، اے لوط کی امت والو (اگر اس عالم میں تمہارے لیے خوشی کا کوئی امکان ہے) کہ رسوائی اور فضیحت کی تاریخ میں تم اکیلے نہ رہے اور بیسویں صدی کی ایک ترقیافتہ قوم کی قوم امرد پرستی کے لطیف و شریف فن کے ورثہ میں عین تمہاری ذریت میں داخل ہو گئی!"[27]

بڑے بڑے جنسی جرائم تو دور کی بات ہے آپ تو ایک عام درجے کی غیر اخلاقی حرکت جس سے غلط جنسی میلان پیدا ہوتا ہو، کو حرام تصور کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں مذکور ایک اصطلاح "الفاحشہ" کے متعلق آپ یوں رقمطراز ہیں:

"The word الفاحشہ in the context does not signify the act of lewdness but the dissemination of scandalous news and gossip, the wide-spread social vice ...... the word of scandal 'repeated and reiterated at hundreds of luncheon tables, tea tables, dinner tables, bridge tables and supper tables."[28]

گویا مولانا کے نزدیک اخلاقی قدروں کی حلت و حرمت کے لیے معیار فلسفیانہ اصولوں اور انسانی خواہشات کو نہیں بنایا جا سکتا بلکہ اس کے لیے بھی ہدایات اسلامی تعلیمات سے لی جائیں گی۔ کیوں کہ آپ کے یہاں زندگی کے ہر معاملے میں راہنما اسلام ہے۔

سیکولر تعلیم اور مولانا دریابادی:

سیکولر تعلیم وہ تعلیم ہے جس میں دینیات کی تدریس کو الگ کر دیا جاتا ہے اور دین و دنیا کا فرق کر کے صرف دنیا کی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے۔ مولانا نے اس تعلیم پر گہرا انقد کیا ہے اور اس کے غلط نتائج کی نشاندہی کی ہے۔ مولانا کے نزدیک وہی تعلیم انسانی فلاح کے لیے ہو سکتی ہے جس کی بنیادیں دین کی فراہم کردہ ہوں۔

طبقات کی واضح تقسیم:

قبل از تقسیم ہند کی غربت کا ایک سبب مولانا نے طبقہ امراء کی سیکولر تعلیم کی وجہ سے عیش پرستی کا سامان اکٹھا کرنا بتایا ہے۔ مولانا نے لکھا ہے:

---

[27] Aalm e Islam, Dajjali Tehzib ki Zad main, p.242
[28] Tafsir-e-Majidi, V III, P XVIII, n. 217

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 6, No. 1 || January-June 2020 || P. 41-55
https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar5

”آپ کے مصارف ان کی آمدنی سے دوگنے، چوگنے، دس گنے، بیس گنے اور خدا معلوم کتنے بے شمار گنے ہیں اور سب کیوں محض اس لیے کہ آپ شریف و ”تعلیمیافتہ“ ہیں، اگر تعلیم کا یہی مفہوم ہے کہ وہ دوسروں کو فاقہ مار مار کر آپ کی تن پروری و عیش پرستی کا سامان بہم پہنچاتی رہے، تو یہ تعلیم ملک کے حق میں زہر ہلاہل ہے یا تریاق؟“[29]

دنیا پرستی سیکولر تعلیم کا ثمر:

مولانا کے نزدیک موجودہ انسان کی دنیا پرستی اپنے عروج پر ہے ہر قیمت پر اپنی دنیا کی دوڑ میں دوسروں سے آگے نکلنا چاہتا ہے۔ دنیاوی مسابقت ہی مقصدِ انسان بنتی جارہی ہے۔ وکیل کو ہر وقت بڑے سے بڑا مقدمہ ملنے کی فکر ہے۔ ڈاکٹر ہر وقت مریض کو حالت بیماری میں دیکھنا چاہتا ہے۔ پولیس آفیسر کسی بڑے مجرم کو پکڑ کر نیک نامی چاہتا ہے۔ دوکاندار فیشن کی خواہش لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونے پر خوش ہے کہ اس سے اس کی دولت میں اضافہ ہوگا۔ یہ تو نسبتاً بہتر پیشے ہیں، وہ پیشے جو سرے سے حرام ہیں ان میں انسان کی خواہشات کا عالم کیا ہوگا۔ دنیا پرستی جہاں عام ہے اور اللہ کی مخلوق بطور خاص انسان بے قدر ہو چکا ہے تو ان حالات پر مولانا نے نقد کیا ہے:

”وہ دوسروں کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا تھا پر وہ اپنی پوجا میں لگ جاتا ہے، وہ دنیا سے بدی کو دور کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا، ہر بدی اور بدکاری کو پھیلانا ہی اس کا مقصد زندگی بن جاتا ہے، وہ اللہ کا خلیفہ تھا، پھر وہ شیطان کی خلافت کو اپنے لیے پسند واختیار کرلیتا ہے اور اس چیز کا نام اپنے نفس کو دھوکا دینے کے لیے اس نے تمدن اور تمدنی زندگی رکھ لیا ہے! کاش یہ ہنر آپ نے نہ سیکھے ہوتے! کاش ان علوم وفنون، سے آپ جاہل ہی رہتے! کاش یہ ننگ انسانیت ”معزز پیشے“ آپ کی شرکت سے محروم رہتے! کاش ان آمدنیوں سے آپ کی جیبیں بوجھل نہ ہوتیں! دوسرے انسانوں، اپنے ہم جنسوں کے خون چوسنے سے قبل کاش ہمارا ہی خون خشک ہوگیا ہوتا!“[30]

اس کے بعد مولانا نے اس دنیا پرستی سے نجات کا حل بتایا ہے۔ وہ حل کہ سیکولر تعلیم جس کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔

”کاش ہمارے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اور بڑے سے بڑے طبیب، بڑے سے بڑے بیرسٹر اور بڑے سے بڑے وکیل، بڑے سے بڑے تاجر اور بڑے سے بڑے ادیب، بڑے سے بڑے حاکم کاش سب کچھ بھول کر ایک موت کو یاد رکھتے۔“[31]

---

[29] Millat e Islamia oar Asr e Hazir k taqazay, p.242
[30] Ibid. p.242
[31] Ibid.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 6, No. 1 || January-June 2020 || P. 41-55
https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar5

دین کی تعلیم سے الگ کی جانے والی سیکولر تعلیم اپنی بنیاد حواس خمسہ پر رکھتی ہے اور مابعد الموت کا ادراک حواس خمسہ سے کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا نتیجتاً انسان صرف اور صرف دنیا کی دوڑ میں شامل رہتا ہے اور آخرت کو بھول جاتا ہے۔ مولانا کے نزدیک اس کا حل یہی ہے کہ افراد کو دینی علوم سے متعارف کروا کر آخرت کی فکر دی جائے۔

علی گڑھ یونیورسٹی اور سیکولر تعلیم:

مولانا دریابادی دنیاوی تعلیم کو دین اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے حق میں ہیں۔ علی گڑھ یونی ورسٹی جو کہ دینی و دنیاوی تعلیم کے امتزاج کو لے کر چلنے کے لیے بنی تھی۔ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں وہاں سے دینی علوم اور اس کی روح کے خلاف گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا نے اس کا تذکرہ کر کے اس پر نقد کیا ہے اور امت مسلمہ کو اپنے ماضی سے جڑے رہنے کی تلقین کی ہے۔ مولانا نے یونیورسٹی میں نئی سیکولر فکر سے متعلق لکھا ہے:

"ماضی سے اس قدر قطعی اور شدید انقطاع کی تعلیم آج سے قبل کیوں ملی ہوگی؟ لفظ "مسلم" اور اس کے سارے مضمرات کو محو کر دینے کی تلقین اس گرمجوشی سے، خود یونیورسٹی کے سربراہوں نے کبھی کیوں کی ہوگی! گویا لفظ مسلم تو کسی درجہ میں قابل اعتناد و مستحق توجہ ہے ہی نہیں اور قوم کے سربراہوں نے اب مل کر طے کر لیا ہے، کہ اگر زندہ رہنا ہے تو بہر حال ہم کو سیکولرازم ہی کے دامن میں کسی طرح جگہ سر چھپانے کی مل سکتی ہے۔ کیسے "آئیڈیل" اور کہاں کے مقاصد اور نصب العین؟ کیسا ایمان اور کہاں کی اس کی ماجوریت... ہماری قوم وملت کا حاشا کوئی تعلق نہ بدر سے، نہ احد سے، نہ خالد سے، نہ طارق سے، نہ صلاح الدین ایوبی سے، نہ نور الدین زنگی سے......۔"[32]

معیشت، اسلام اور فکر ماجدی:

مغربی فکر:

زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح مغربی فکر معاشیات کو بھی مذہب کی تعلیمات سے الگ دیکھنا چاہتی ہے۔ مغربی مفکرین کے ہاں معاشیات کے لیے اصول وضوابط انسان ہی بنائیں گے اور اس کے لیے الہامی راہنمائی کی قطعاً ضرورت نہ ہے۔ انسان خود ہی معیشت کو مضبوط کرتا ہے اور خود ہی اس میں زوال کا سبب بنتا ہے۔ اللہ کے رازق ہونے اور لوگوں کے اعمال کے سبب معیشت کو مضبوط یا کمزور کرنے پر مغربی فلسفہ یقین نہیں رکھتا۔

[32] Ibid. p124-125

فکرِ ماجدی:

مولانا دریابادی مغربی فکر کے مخالف تمام تر رزق کا مالک اللہ تعالیٰ کو سمجھتے ہیں اگرچہ اسباب کے قائل ہیں۔ تمام مخلوق کے رازق ہونے کی بحث میں لکھا ہے:

Providing every living creature with its food is incumbent upon the " great Provider."[33]

ایک اور مقام پر آپ یوں تحریر کرتے ہیں :

بحری تجارت کا تعلق ذاتی ثروت اور ملی خوشحالی دونوں سے بالکل ظاہر ہے، جو لوگ بعض دوسرے مذہبوں پر قیاس کر کے اسلام کو بھی تہذیب و تمدن اور ہر قسم کی دنیوی ترقی فلاح و خوشحالی کا مخالف خیال کرتے ہیں وہ ذرا اس قسم کی آیتوں پر غور کریں، اسلام دولت و ثروت و حکومت کا مخالف ہر گز نہیں، اس نے ایوبؑ و یوسفؑ، داؤدؑ و سلیمانؑ جیسے صاحبان جاہ و مال اور فرماں رواؤں کا شمار انبیاء تک میں کیا ہے! اس کی نظر میں مکروہ، مبغوض و ملعون جو کچھ ہے، وہ دنیا کی حرص، دنیا طلبی، جاہ پرستی، اللہ سے بے تعلقی اور آخرت فراموشی ہے۔ مال و زر کو اگر دین کے ماتحتی میں لے آیا جائے جیسا کہ ابو بکر و عمر اپنی وسیع مملکت عرب و ملحقات عرب میں لے آئے تھے، تو یہی دنیوی ترقی روحانیت میں حائل و مانع ہونا کیا معنی، عین باعث اجر و ذریعہ کمال بن جاتی ہے۔" [34]

گویا مولانا کے نزدیک یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ دنیا کی ہر مخلوق کو رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ رزق کمانے کے اسباب کا اختیار کرنا بھی لازم ہے۔ لیکن ان اسباب کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونا ہوگا، صرف اسی صورت میں بندہ مومن روحانی کمال حاصل کر سکتا ہے۔

---

[33] Ibid, n 2
[34] Millat e Islamiah oar Asr e Hazir k taqazay, p 68-69

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 6, No. 1 || January-June 2020 || P. 41-55
https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar5

خلاصۃ البحث:

مضمون کے آغاز میں دیئے جانے والے سیکولرازم کے معانی اور مغربی مفکرین کی آراء سے یہ بات واضح ہوئی کہ ریاستی امور اور دیگر دنیاوی شعبوں کو مذہبی تعلیمات سے الگ کر کے خالص معاشرتی تقاضوں اور انسانی فہم و شعور کے مطابق چلانا سیکولرازم ہے۔ مغربی فکر کسی بھید نیاوی ادارے میں مذہبی مداخلت کی تائید نہیں کرتی۔ مولانا دریابادی اس مغربی سیکولر فکر کے حق میں نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک زندگی کا ہر شعبہ اور اس شعبے کے تمام اجزاء تک مذہب کے مطابق ہونے چاہئیں۔ دین و دنیا کو جدا کرنے کی بجائے اسلام کے لیے استعمال ہونے والی اصطلاح دین کے وسعت والے مفہوم کو سمجھنا چاہیے۔ مولانا اور مغرب کی فکر میں اصل فرق بنیاد کا ہے۔ مولانا کے نزدیک تمام امور میں بنیاد خالق کائنات کی ہدایات کو ہونا چاہیے جبکہ مغربی فکر میں انسان اور انسانی فکر کو ہی معیار قرار دیا گیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)